Al-Azhār

Volume 10, Issue 01 (Jan-June, 2024)
ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/13

URL http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/487

Article DOI: https://zenodo.org/badge/10.5281/zenodo.11630466

Title An introduction of Research work and stylistic study of Maulana Ataullah Dervi's Manuscripts

Author (s): Hafiz Abdul Rehman Madni,Dr Hafiz Jamshed Akhtar,Mr. Muhammad Nazeer

Received on: 26 January, 2024
Accepted on: 27 March, 2024
Published on: 13 june, 2024

Citation: Hafiz Abdul Rehman Madni,Dr Hafiz Jamshed Akhtar,Mr. Muhammad Nazeer ""An introduction of Research work and stylistic study of Maulana Ataullah Dervi's Manuscripts." Al-Azhār: vol.10 Issue No.1 (2024):1-29

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ کی غیر مطبوع تالیفات کا تحقیقی تعارف اور اسلوبیاتی مطالعہ

An introduction of Research work and stylistic study of Maulana Ataullah Dervi, 's Manuscripts

** Hafiz Abdul Rehman Madni*
***Dr Hafiz Jamshed Akhtar*
****Muhammad Nazeer*

Abstract:

The land of Dera Ghazi Khan is scientifically (knowledge-wise) fertile. From here, many unique scholars have come to the fore. Some of them lived in anonymity all their lives and quietly engaged in the work of writing and compiling. Maulana Ataullah Dervi is one of the anonymous scholars. He was born in 1947 and died in 2020 at the age of seventy-three years. He lived in the United Arab Emirates for thirty years as an imam and preacher. After returning home in 2008, he established a grand Library next to his Mosque named "Maktaba Derviah". In this Library, there is a rich collection of basic Shariah sources. Maulana Ataullah Dervi was blessed by Allah Almighty with the blessing of pen and paper. He wrote on various topics and compiled more or less twenty-six books and magazines. He also translated two Arabic books in Urdu format and later compiled commentaries on them. Out of these compilations, only ten have been printed. Among these books, there are also magazines written on different topics besides beliefs, and jurisprudential issues. In this research article, the research introduction and style of his unpublished compilations of his works have been presented.

Keywords: *Dera Ghazi Khan, AtaUllah Dervi, Manuscripts, unpublished, Installment Sale, currency.*

....

*Lecturer(V), Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera. Ghazi. Khan.Email: guv0515@gudgk.edu.pk
**Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera. Ghazi. Khan. Email: hjakhtar@gudgk.edu.pk
***Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera. Ghazi. Khan. Email: nazeermadani588@gmail.com

تعارف:

مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ (چاہ لاڑ والہ، تونسہ روڈ)، ڈیرہ غازیخان سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز اور گمنام عالم دین تھے۔ آپ کا شمار مولانا سلطان محمود محدث جلالپوری ؒ، مفسر دوراں مولانا اللہ یار ؒ اور مولانا محمد رفیق اثری ؒ کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی پیدائش 1947ء میں ہوئی۔اِسی برس آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا۔ اس طرح آپ کی مکمل کفالت اور تعلیم و تربیت کا سہرا آپ کی والدہ مرحومہ کے سر سجتا ہے۔ بعد از تعلیم آپ نے دس برس تک گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دی بعد ازاں آپ متحدہ عرب امارات تشریف لے گئے اور وہاں کم و بیش تیس برس تک مختلف مساجد میں امامت و خطابت کی ذمہ داری نبھائی۔ یہ دورانیہ 1978ء سے 2008ء تک کا ہے۔ آپ کو کتب بینی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ خاص شغف تھا۔ وطن واپسی کے بعد آپ نے اپنے گاؤں میں ہی مسجد کے ساتھ ملحق ایک مکتبہ قائم کیا جسے **"مکتبہ ڈیرویہ"** کا نام دیا۔ اس میں آپ کی تمام کتب محفوظ ہیں اور طلبہ و طالبات ان سے استفادہ کی غرض سے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ آپ کے فرزند مولانا حفیظ اللہ آپ ؒ کی علمی تراث کے محافظ ہیں۔ آپ ؒ نے 22 مئی 2020ء، بروز جمعۃ المبارک وفات پائی۔ ذیل میں آپ ؒ کی غیر مطبوع تالیفات کہ جن کی تعداد سولہ ہے کا تحقیقی تعارف و اسلوب و منہج تین مباحث میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان مخطوطات کی رسائی میں مولانا عبد المنان شورش اثری (استاذ درس نظامی، مرکز ام القریٰ (المودہ)، ڈیرہ غازیخان) کا تعاون شامل رہا۔

مبحث اول: عقائد کے باب میں مولانا ڈیروی ؒ کی غیر مطبوع تالیفات:

عقائد بنیاد ہوتے ہیں۔ دعوت دین میں سب سے نمایاں ترین دعوت عقیدہ کی دعوت ہی ہے۔ تمام تر انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا بنیادی ترین نکتہ بھی دعوت توحید یعنی عقیدہ کی درستگی کی دعوت ہے۔ درست عقائد و نظریات ہی معاشرہ کی بہتری کے ضامن ہوتے ہیں۔ جن معاشروں میں اقدار کی تو فکر کی جاتی ہے لیکن عقائد و نظریات کی فکر نہیں کی جاتی وہ معاشرے دیر پا نہیں ہوتے اور جلد اپنا تشخص کھو دیتے ہیں۔ مولانا ڈیروی ؒ نے عقائد کے باب میں متعدد تصانیف مرتب فرمائی ہیں۔ ان میں سے بعض مطبوع ہیں اور بعض ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکیں۔ اس مبحث میں آپ ؒ کی غیر مطبوع کتب و رسائل کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج بیان کیا جا رہا ہے۔

1: کتاب العقائد:

عقیدہ کی ابحاث پر مشتمل یہ مخطوط مولانا ڈیروی ؒ نے تقریباً 1996ء میں تحریر کیا تھا۔ یہ مخطوط ایک صد چھپن (156) صفحات پر محیط ہے۔ مخطوط کے آخری صفحات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی وجہ سے نامکمل رہ گیا تھا۔ اس میں مولانا ڈیروی ؒ نے عقائد کے باب میں متعدد مسائل کے بارے مدلل بحث تحریر کی ہے۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

یہ کتاب مولانا ڈیروی ؒ نے سوال و جواب کے انداز میں تحریر فرمائی ہے۔ آپ ایک سوال قائم کرتے ہیں اور پھر اس کا مدلل جواب ذکر کرتے ہیں۔ آپ کی ذکر کردہ ادلہ جامع ہوتی ہیں اور وارد کردہ سوال کے جواب میں شافی و کافی ہو جاتی ہیں۔ بطور مثال یہ سوال و جواب ملاحظہ ہو:

''**سوال:** '' إن الله على كل شيء قدير'' بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ اس ''ہر شے'' سے کیا مراد ہے، جس پر اللہ قادر ہے؟

جواب: اس مسئلہ میں صحیح قول وہ ہے جو محققین علماء نے لکھا ہے۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اس پر اس کو قدرت حاصل ہے۔ اس سے آگے انسان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ اس میں بحث کی اجازت نہیں ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ نے کہا ہے: شیء: اس چیز کو کہتے ہیں جو ممکن الوجود ہو، اور جو چیز ممتنع الوجود ہے اس کو شیء نہیں کہتے۔ لہذا اس کے اوپر قدرت اور عدم قدرت کا سوال ہی نہیں ہے۔ مجموع الفتاویٰ ج 8، ص 9''[1]

مولانا ڈیروی ؒ کا عقیدہ کی بابت سوال کا یہ جواب درج ذیل نکات کا حامل ہے:

1. آپ ؒ نے جواب میں جامع اور مختصر اسلوب اپنایا
2. آپ ؒ نے آسان فہم انداز میں بات بیان کی تاکہ عام بندے کو بھی مسئلہ سمجھ آئے
3. مسئلہ میں محقق قول نقل کیا
4. اپنے ذکر کردہ جواب کو دلیل سے مزین کیا اور ایک اہم مصدر سے باحوالہ قول نقل کیا

اس مخطوط میں آگے چل کر مولانا ڈیروی ؒ نے توحید کی بابت صوفیاء کے عقائد بیان کیے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کو بیان کیا ہے۔ جبکہ یہودیوں کے نزدیک روح کی کیا حقیقت ہے یا روح کی بابت ان کے کیا عقائد

ہیں، وہ بھی بیان کیے ہیں۔ جبکہ اس مخطوط کا کثیر حصہ عربی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ جبکہ اس میں بدھ مت، ہندو مت اور دیگر ادیان وفرق کی بابت بھی معلومات درج ہیں۔ مثلاً ایک فرقہ کینونیہ کی بابت مولانا ڈیروی لکھتے ہیں:

" فرقہ کینونیہ ایک مذہبی فرقہ ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اصول تین ہیں: آگ، پانی، مٹی۔ آگ بنیادی طور پر خیر ہے اور پانی شر ہے اور زمین خیر اور شر کے مابین کے درجے میں ہے۔ اس لیے دنیا میں جتنی خیر ہے وہ آگ سے ہے کیونکہ آگ نورانیت ہے اور پانی ظلمت ہے۔ دائرۃ المعارف القرن العشرین، ج 8، صفحہ: 261"[2]

اب یہاں مولانا ڈیروی نے ایک مذہبی فرقہ کی بنیاد کا تعارف درج کیا۔ یہ اگرچہ مختصر تھا لیکن جامع تھا کہ پڑھنے والا اس فرقہ کے اصول سے واقف ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں اس کا بھی مفصل حوالہ درج کیا تاکہ مراجعت کرنے والے کے لیے کسی قسم کی مشکل پیش نہ آئے۔

2: تحقیق وتعلیق: تنبيه أهل الفرش باستواء الله على العرش:

یہ کتاب "تنبيه أهل الفرش باستواء الله على العرش" مولانا الحاج امام ابو محمد عبد الستار کی تالیف ہے۔ آپ جماعت غرباء اہلحدیث، ہندوستان کے امیر تھے۔ یہ کتاب اللہ رب العزت کی صفت "**استواء**" کی بابت ہے اور عقیدہ کے باب میں اہم بحث کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ کتاب "**عقیدہ ستاریہ**" کے نام سے معروف ہے۔ اس میں امام ابو محمد عبد الستار نے اللہ تعالیٰ کے بذاتہ عرش پر مستوی ہونے اور اس کے علم وقدرت وسلطنت کے ہر جگہ ہونے کا ثبوت قرآن وسنت اور سلف صالحین کے آثار سے درج کیا ہے۔ جبکہ اسی کتاب میں آپ نے عقیدہ کی بابت بعض شبہات کا جواب بھی دیا ہے جبکہ مولانا عثمان پلکھوی کے بھی اشکالات کا خصوصاً جواب دیا ہے۔

اس کتاب پر مولانا ڈیروی نے تحقیق کی اور مفید تعلیقات درج کیں۔ یہ مخطوط ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ یہ مخطوط تقریباً سن 1996ء کا ہے۔ مخطوط کی ضخامت چونسٹھ (64) صفحات پر مشتمل ہے۔

اصل کتاب کا اسلوب:

یہ بحث دراصل امام ابو محمد عبد الستار نے ایک سائل محمد یحییٰ کہ جو بنگال، ضلع ندیا، کنائی نگر، ہندوستان سے تعلق رکھتا تھا، اس کے اللہ تعالیٰ کے استوٰی کی بابت سوال کے جواب میں تحریر فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید سے دس آیات نقل کیں کہ جن میں اللہ رب العزت کے عرش پر مستوی ہونے کی بابت رہنمائی ملتی ہے۔ یہ دس آیات

درج ذیل ہیں:

1:سورۃ یونس آیت 3۔**2:**سورۃ رعد ، آیت 2۔**3:**سورۃ طٰہٰ ،آیت 5۔**4:**سورۃ سجدہ، آیت 4۔**5:** سورۃ اعراف،آیت۔54۔**6:**سورۃ حدید،آیت4۔**7:**سورۃ مؤمن،آیت15۔**8:**سورۃ ملک،آیت16

9:سورۃ ملک،آیت17 **10:**سورۃ فرقان،آیت59

بعدازاں صاحب کتاب نے اسی موضوع پر متعدد احادیث طیبہ درج کی ہیں۔اسی طرح کتاب میں امام ذھبیؒ کی "**کتاب العلو**" کے حوالہ جات واقتباسات بکثرت موجود ہیں۔امام ابو محمد عبدالستارؒ کا یہ رسالہ 19 صفحات پر مولاناڈیرویؒ نے پورا کردیاہے۔اس کے بعد صفحہ نمبر بیس(20) سے لے کر صفحہ نمبر چونسٹھ(64)تک مولانا ڈیرویؒ کی تعلیقات ہیں۔

مولاناڈیرویؒ کی کتاب پر تحقیق وتعلیقات کا اسلوب:

ابتداء میں ہی مولاناڈیرویؒ نے "استواء" کی بابت امام مالکؒ کا قول درج کیااور اس کے معنٰی(علو،ارتفاع) کی بابت امام مجاھدؒ،امام بخاریؒ اور امام ذھبیؒ کی آراء نقل کی ہیں۔ان آراء کی ادلہ آپ نے تفصیلاً ذکر کی ہیں۔مثال ملاحظہ ہو:آپؒ رقمطراز ہیں:

" مجاہد سے منقول ہے انہوں نے فرمایا:استویٰ کا معنی ہے "**علا**" یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر اونچا ہوا اور بلند ہوا۔مجاہد کی یہ تفسیر صحیح بخاری،کتاب التوحید باب قولہ:وکان عرشه علی الماء،تیسیر الباری جلد9،صفحہ 421میں ہے۔امام بخاری نے اس باب میں امام ابوالعالیہ سے لفظ(استویٰ علی العرش) کی تفسیر لفظ "ارتفع" سے نقل کی ہے۔ان دونوں اماموں کی تفسیر کا معنی ومطلب ایک ہے"[3]

یہاں مولاناڈیرویؒ نے استویٰ کی بابت محقق قول نقل کیااور اس قول کے قائلین ائمہ کا ذکر کیا، جبکہ اس کے ساتھ مراجعت کے لیے حوالہ بھی درج کیا۔جبکہ اس تمہیدی بحث کے بعد آپ نے تیس(30)احادیث نبویہ اس مسئلہ کی بابت یہاں ذکر کی ہیں۔احادیث نبویہ کے بیان کے بعد بطور خاتمہ مولاناڈیرویؒ نے ممتاز ائمہ کرام سے دس(10)اقوال اللہ رب العزت کے عرش معلیٰ پر مستوی ہونے کی بابت ذکر کیے ہیں۔ان ائمہ وفقہاء کے اسماء درج ذیل ہیں:

1:امام مجاہد۔**2:**ابو عیسیٰ بن رافع الثقفی عن عثمان ابن عفان۔**3:**امام قتادہ۔**4:**امام سالم بن ابی الجعد

5:امام ثابت البنانی۔6:امام ایوب السختیانی ۔7:امام ضحاک۔8:امام ابو حنیفہ (رحمھم اللہ اجمعین)

3:مسئلہ وحدۃالوجود کلید مثنوی اور مفتاح العلوم کی روشنی میں:

مولانا جلال الدین رومی ؒ کی ایک کتاب کا نام تھا: "**مثنوی مولوی معنوی**" اس کتاب کی ایک مفصل و جامع شرح مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے رقم فرمائی اور اس کا عنوان "**کلید مثنوی**" رکھا۔اس شرح میں عقیدہ توحید کی بابت وہ مسائل وامور اور باتیں کہ جو مولانا عطاءاللہ ڈیروی ؒ کی نظر میں باطل تھیں یا قابل گرفت تھیں،آپ ؒ نے ان پر نقد تحریر فرمایا۔ آپ کا یہ نقد زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکا اور ایک مخطوط کی صورت میں موجود ہے۔اس مخطوط کی ضخامت ایک صد اٹھاسی (188) صفحات پر محیط ہے۔ یہ مولانا عطاءاللہ ڈیروی ؒ نے غالباً سن 2000ء میں تحریر کیا تھا۔ یہ انتہائی اہم اور قابل مطالعہ تحریر ہے۔اس میں مولانا ؒ نے ذات باری تعالیٰ کی بابت عقائد کے باب میں مدلل و مفصل ابحاث درج کی ہیں۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب اس کتاب میں یہ ہے کہ آپ کلید مثنوی سے کوئی عبارت نقل کرتے ہیں اور بعد ازاں اس پر تبصرہ کرتے ہیں۔ یہ تبصرہ کبھی مفصل ہوتا ہے اور کبھی مختصر۔مثال کے طور پر ایک جگہ آپ نے کلید مثنوی کا اقتباس نقل کیا اور ساتھ ہی اس پر مختصر تبصرہ کیا:

"کوہ طور کے پتھر نے تجلی الہی کی اتنی شراب پی کہ اس سے پھٹ گیا۔ کلید مثنوی جلد 10/7، صفحہ 24۔

(تبصرہ): اس کا مطلب یہ ہے کہ پتھر موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ اللہ سے محبت کرنے والا نکلا! حالانکہ یہ چیز باطل ہے۔اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں تو پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ڈالے جانے کا ذکر ہے،وہاں پہاڑ کو کسی شراب کے پلانے کا ذکر نہیں"[4]

یہاں مولانا ڈیروی ؒ نے درج ذیل کام سر انجام دیے:

1. کلید مثنوی سے قابل نقد واعتراض عبارت کا جز نقل کیا
2. اس ٹکڑے کو باحوالہ بیان کیا
3. اس پر جامع اور مختصر تبصرہ درج کیا
4. اس تبصرہ میں اپنی بات کی دلیل کے طور پر قرآن مجید کے سیاق وسباق کا حوالہ دیا

اسی طرز کا نقد و تبصرہ پورے مخطوط میں موجود ہے۔

4: مسئلہ علم غیب:

یہ اٹھاسی (88) صفحات پر محیط ایک مختصر رسالہ ہے کہ جو مسئلہ وحدۃ الوجود والے مخطوط کے آخر میں درج کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی مولانا ڈیروی ؒ نے سن 2000ء میں تحریر فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں اس بات پر بحث کی گئی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں یا نہیں؟۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ؒ نے "**غیب**" کی تعریف ذکر کی ہے۔ یہ تعریف آپ ؒ نے جن مصادر سے نقل کی ہے وہ درج ذیل ہیں:

1: مفردات ألفاظ القرآن از امام راغب الاصفہانی 2: کشاف اصطلاحات الفنون از شیخ محمد علی بن علی التھانوی۔ 3: مجموعة رسائل الإمام الغزالی ۔4: روح المعاني في تفسير القرآن العظيم از علامہ آلوسی

بعد ازاں آپ ؒ نے علم غیب پر تمہیدی مبحث لکھی اور اس کی دو بنیادی اقسام ذکر کیں۔ اس کے بعد آپ نے وضاحت کی کہ:

"غیب کی جو خبریں فرشتوں یا انبیاء کو بتادی گئیں وہ اب علم غیب نہیں بلکہ "علم شھادہ" کہلاتی ہیں" [5]

اسی مخطوط میں مولانا ڈیروی ؒ نے امام احمد رضا خان کے نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب ماننے کے عقیدے کا ذکر کیا ہے اور جواباً آپ ؒ نے اس بات پر مختلف آیات قرآنیہ، احادیث اور آثار نقل کیے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس علم غیب نہیں تھا۔

5: عقیدہ سلف سے حنفیہ ماتریدیہ صوفیہ کا اختلاف، صفات الٰہیہ میں ان کا مؤقف:

مولانا ڈیروی ؒ کا یہ مخطوط تین صد چھپن (356) صفحات کی ضخامت پر محیط ہے۔ اس مخطوط کے متن کے جائزہ سے یہ مکمل معلوم ہوتا ہے۔ یہ تحریر جس ڈائری پر مرقوم ہے وہ 2005ء کی ڈائری ہے تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ تحریر بھی اسی برس لکھی گئی۔ اس کتاب میں مولانا ڈیروی ؒ نے عقیدہ کی بابت ایک اہم ترین عنوان "**صفات باری تعالیٰ**" پر اپنا قلم اٹھایا ہے اور اس ضمن میں مختلف مکتبہ فکر کے مابین پائے جانے والے اختلافات کو ذکر کیا

ہے اور صحیح مؤقف کو قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیروی ؒ نے ان اسباب کا ذکر کیا کہ جن کی وجہ سے امت رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات سے دور ہوئی۔ بعد ازاں آپ نے ماتریدیہ کے عقائد کو بیان کر کے ان پر تبصرہ درج کیا اور نقد کیا۔ اس ضمن میں آپ کا انداز مختصر طرز کا ہے جبکہ بعض مقامات پر آپ نے مفصل بحث بھی درج کی ہے۔

ماتریدیہ کا ایک قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق کا نام ہے جبکہ ماتریدیہ میں ہی بعض تصدیق کے ساتھ اقرار کو شامل کرتے ہیں۔ اس قول و نظریہ کے جواب میں مولانا ڈیروی ؒ نے رقم کیا کہ ایمان صرف تصدیق کا نام نہیں بلکہ اقرار اور عمل کا نام ہے۔ اور یہ کہ عمل کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے امام بخاری، امام شافعی، امام راغب اصفہانی اور امام ابن عبد البر کے اقوال ذکر کیے ہیں۔[6]

مولانا ماتریدیہ کا کوئی عقیدہ بیان کرنے کے بعد اس پر کس طرح نقد کرتے ہیں، ایک مثال ملاحظہ ہو:

” (ماتریدیہ ایمان کم زیادہ ہونے کے قائل نہیں) امام بخاری نے مذکورہ باب میں ان کا رد کیا ہے اور قرآنی آیات سے ایمان کی کمی اور نقصان کو ثابت کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لیزدادوا إیمانا مع إیمانہم" الفتح:4۔ تاکہ مسلمانوں کا ایمان زیادہ ہو۔ اور سورۃ کہف:13 میں ہے "و زدناھم ھدی"۔ ہم نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا۔ اور سورۃ مریم آیت 76 میں ہے: "ویزید اللہ الذین اھتدوا ھدی" جنہوں نے ہدایت پائی اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیا۔ سورۃ محمد:17 میں ہے۔ "والذین اھتدوا زادھم ھدی وآتاھم تقواھم"۔ اور سورۃ مدثر:31 میں ہے "و یزداد الذین آمنوا إیمانا"۔ اور سورۃ توبہ 124 میں ہے "أیکم زادتہ ھذہ إیمانا"۔ اور سورۃ آل عمران 173 میں ہے "فاخشوھم فزادھم إیمانا"۔ اور سورۃ احزاب 22 میں ہے "وما زادھم إلا إیمانا و تسلیما" (کتاب الایمان، باب 1) ان تمام آیات میں ایمان کی زیادتی کا ذکر ہے“[7]

مولانا ڈیروی ؒ نے صحیح البخاری سے امام بخاری ؒ کی بحث مفصل ذکر کی کہ انہوں نے آیات قرآنیہ سے وضاحت کی کہ ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب یہ بات آیات قرآنیہ سے ثابت ہے تو پھر ماتریدیہ کا یہ کہنا کہ ایمان کم یا زیادہ

نہیں ہوتا، درست نہیں ہے۔اسی طرز پر مکمل کتاب میں مولانا ڈیروی ؒ نے ماترید یہ کے عقیدہ کی بابت مسائل پر نقد و تبصرہ درج کیا ہے۔

6:ابن عربی صوفی کا عقیدہ وحدۃ الوجود:

یہ مخطوط بیس(20)صفحات پر محیط ہے۔ مخطوط کی تحریر کا سن 2002ء ہے۔اس میں مولانا ڈیروی ؒ نے اللہ رب العزت کی بابت عقیدہ وحدۃ الوجود کا رد کیا ہے اور ابن العربی الصوفی کے نظریات کا جواب دیا ہے۔اس مخطوط میں آپ ؒ نے ادلہ سے یہ واضح کیا کہ ابن عربی صوفی ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے نظریہ وحدۃ الوجود کو مسلمانوں میں پیدا کیا۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں آپ ؒ نے اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کی کہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث میں ایک عالم نے صوفیاء کی توحید کی تقسیم 8 کو درست قرار دیا ہے۔اس پر مولانا ڈیروی ؒ نے یہ رسالہ لکھا اور عقیدہ کی بحث کو واضح کیا۔کتاب میں مولانا نے یہ اسلوب اپنایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بابت صوفیاء کا کوئی باطل عقیدہ بیان کرتے ہیں اور پھر اس کا رد ذکر کرتے ہیں۔اس حوالہ سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

مولانا ؒ نے صوفیاء کا یہ عقیدہ بیان کیا کہ وہ انسانی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا ''پرتُو'' کہتے ہیں۔اس پر آپ نے وضاحت کی کہ یہ عقیدہ باطل ہے۔کیونکہ سایہ اور ذات جدا نہیں ہوتے بلکہ ایک ہوتے ہیں جبکہ ائمہ سلف کا یہ موقف ہے کہ اللہ کائنات سے جدا ہے اور عرش پر مستوی ہے۔اب یہاں آپ ؒ نے خود ہی ایک اعتراض نقل کیا کہ ایک حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ''السلطان ظل الله في الأرض'' کہ بادشاہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے۔ اب اس کا جواب آپ ؒ نے بایں الفاظ نقل کیا:

'' تحقیق کے اعتبار سے یہ حدیث جھوٹی اور بناوٹی ہے۔یہ حدیث مسند بزاز میں ابن عمر سے مروی ہے۔اس میں سعید بن سنان ابو مہدی راوی ہے جو کہ متروک ہے۔ ملاحظہ فرمایئے: مجمع الزوائد ص 196 ج 5۔ اور یہی روایت ابو نعیم کی کتاب "فضيلة العادلين "میں بھی مروی ہے۔ مگر شیخ البانی نے اس کو "احاديث الضعيفة والمتروكة" ص487،ج1 میں موضوع کہا ہے۔نیز یہ روایت فوائد ابو تمام میں بھی مروی ہے مگر شیخ البانی نے اس کو بھی موضوع کہا ہے۔ملاحظہ فرمایئے "احاديث الضعيفة والمتروكة "ص 69-

70،ج2۔اس لیے اس حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایاہے کہ :لیس کمثله شيء،یعنی اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی شے نہیں جبکہ سایہ یا عکس صاحب سایہ کے مکمل مماثل و مشابہ ہوتا ہے۔اس لیے مخلوق کواللہ تعالیٰ کا سایہ کہنا جائز نہیں ہے"[9]

یہاں مولاناڈیروی ؒ نے درج ذیل کام کیے:

1. خود ہی اعتراض وارد کیاتاکہ معاملہ کی تفہیم ہو
2. ذکر کردہ حدیث کا قابل استدلال نہ ہوناواضح کیاکہ راوی متروک الحدیث ہے
3. حدیث کا موضوع ہوناذکر کیااوراس کاحوالہ درج کیا
4. اس موضوع متن کی دیگر دو کتب سے مزید اسناد کا اشارہ کیااوران کے بھی ضعیف، موضوع اور قابل استدلال نہ ہونے کاتذکرہ کیا
5. آیت قرآنی سے اس بات کی نفی کی کہ انسان کواللہ کا سایہ کہاجائے۔

مبحث ثانی: ابحاث فقہیہ پر مولاناڈیروی ؒ کی غیر مطبوع تالیفات :

فقہی مباحث پرہر صاحب قلم عالم دین نے کتب ورسائل تصنیف کیے ہیں تاکہ امت تک مسائل شرعیہ کی بابت رہنمائی پہنچ سکے۔ محدثین کرام کے ہاں باقاعدہ ایک اصطلاح کتب سنن کی موجود تھی یعنی وہ کتب کہ جو فقہی طرز پراور فقہی ابواب بندی کے مطابق لکھی جاتی ہیں انہیں کتب سنن کہاجاتاہے۔مولاناڈیروی ؒ نے فقہی ابحاث پر بھی کتب ورسائل تصنیف کیے ہیں۔ان میں سے بعض کتب مطبوع ہیں جبکہ بعض ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکیں۔ان غیر مطبوع کتب ورسائل کواس مبحث میں بیان کیاجارہاہے۔

1: عورت کے پردے کے بعض دلائل کا جائزہ:

چہرے کے پردے کی بابت فقہاء میں اختلاف پایاجاتاہے۔یہ اختلاف ادلہ سے استدلال کے مختلف ہونے کی وجہ سے پیداہواہے۔اس اختلاف پرہر دو فریق نے ابحاث لکھی ہیں۔مولاناڈیروی ؒ نے بھی اس مسئلہ پر قلم اٹھایااور ایک رسالہ مرتب کیا۔یہ مخطوط بیس(20)صفحات پر محیط ہے۔اس مخطوط میں مولاناڈیروی ؒ نے پردے کے مسائل کی بابت احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں مدلل بحث درج کی ہے۔جس ڈائری پر یہ لکھا گیا ہے وہ 1992ء کی ہے،قرین قیاس یہی ہے کہ تحریر بھی اسی برس لکھی گئی ہے۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

مولانا ڈیروی ؒ کا یہ مؤقف تھا کہ عورت کا چہرہ پردہ میں شامل نہیں ہے۔اس مؤقف کو انہوں نے اس مختصر رسالہ میں جامع انداز میں بیان کیا ہے۔آپ ؒ نے ان فقہاء کے دلائل کو درج کیا کہ جو چہرے کے پردے کے قائل ہیں اور پھر ان کی دلیل کا جائزہ لیا اور اس کا جواب تحریر فرمایا ہے۔آپ ؒ کا یہ جواب ادلہ سے مزین ہوتا ہے۔اس حوالہ سے ایک مثال ملاحظہ ہو: عورت کے چہرے کے پردے کے قائلین نے سورۃ النور کی آیت مبارکہ نمبر 31 ”لا یبدین زینتہن إلا ما ظہر منہا“ میں” ما ظہر منہا " سے لباس مراد لیا ہے۔یعنی چہرہ چھپائے اور لباس نہ چھپائے۔اس دلیل کا جائزہ مولانا ڈیروی ؒ نے بایں الفاظ درج کیا ہے:

” مفسر قرآن جناب سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔اس آیت میں لفظ-ما ظہر منہا —سے مراد منہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں۔ تفسیر طبری ص 303، جلد 9۔امام طبری نے "إلا ما ظہر منہا" کی تفسیر عبداللہ بن مسعود، ابراہیم، حسن، سے یہ نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورت کا کپڑا ہے۔اور ابن عباس، سعید بن جبیر، عطاء سے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عورت کا منہ اور دونوں ہتھیلیاں ہیں اور عورت کے منہ پر جو زینت ہے مثلا سرمہ، اور ہاتھوں میں کنگن انگوٹھی وغیرہ اس کو ظاہر کر سکتی ہے۔امام طبری نے کہا: اس میں صحیح بات یہ ہے کہ عورت کو کپڑا ظاہر کرنا اور منہ کھلا رکھنا اگرچہ اس میں سرمہ جیسی زینت کیوں نہ ہو اور دونوں ہتھیلیوں کو ظاہر کرنا اس آیت کے حکم میں شامل ہے۔اور تفسیر ابن کثیر صفحہ 266-267 جلد 3 میں ہے ابن عباس سے "إلا ما ظہر منہا" کی تفسیر یہ آئی ہے: "وجہہا وکفیہا" یعنی منہ اور ہاتھ اور ابن عمر، عطاء، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابو الشعثاء، ضحاک، ابراہیم النخعی وغیرہ سے بھی یہی مروی ہے اور یہی جمہور علمائے سلف کا قول ہے [10] “

اب درج بالا جائزہ میں مولانا ڈیروی ؒ نے ذیل میں مذکور نکات کو واضح کیا:

1. آیت کے معنٰی کو دو اہم اور بنیادی کتب تفسیر سے بیان کیا
2. ان تفاسیر کا مکمل حوالہ درج کیا
3. یہ وضاحت کی کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چہرہ کو پردے میں شامل نہیں کیا
4. سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مخالف قول کو بھی درج کیا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ

چہرے کے پردے کے قائل تھے

5. ان دونوں اقوال میں سے طبریؒ نے سیدنا ابن عباس کے قول کو درست قرار دیا، آپؒ نے یہ بھی بیان کیا

6. مزید وضاحت کی کہ چہرے کے پردے کو درست نہ سمجھنے والے ائمہ میں کون کون سے ائمہ شامل ہیں، ان کا تذکرہ کیا۔

7. آخر میں وضاحت کی کہ جمہور علماء کا بھی یہی مؤقف ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ نہیں ہے۔

اسی طرح آگے چل کر ایک مقام پر سیدنا عبداللہ بن عباس سے منسوب ایک روایت چہرہ کے پردہ کے قائلین کی آپؒ نے نقل کی کہ ابن عباس نے فرمایا عورت اپنے سر کے اوپر جلباب ڈال لے، اس سے منہ چھپالے اور صرف ایک آنکھ ظاہر کرے۔ اس پر مولانا ڈیرویؒ نے درج ذیل جائزہ قلمبند کیا:

" یہ روایت ضعیف ہے۔ اس کی سند میں علی بن ابی طلحہ راوی ہے۔ ابن عباس سے روایت کرتا ہے اس کی ابن عباس سے ملاقات نہیں ہے۔ اس لیے یہ روایت منقطع ہے اور ضعیف ہے۔ یہ روایت تفسیر طبری صفحہ 332 جلد 10 میں ہے۔ شیخ البانیؒ نے جلباب المرأة المسلمة، ص 88 میں اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور امام سیوطیؒ نے تفسیر الدر المنثور صفحہ 423 جلد 6 میں بھی یہی لکھا ہے کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایات نہیں سنیں۔ اس کی ان سے ملاقات بھی نہیں ہے۔"[11]

درج بالا جائزہ میں مولانا ڈیرویؒ نے چہرہ کے پردہ کے اثبات کے قائلین کی طرف سے پیش کردہ ایک روایت کی بابت فنی بحث درج کی اور وضاحت کی کہ یہ روایت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں موجود راوی کا سیدنا ابن عباس سے سماع ثابت نہیں ہے۔ بعد ازاں اس جرح کا حوالہ تین ائمہ حدیث سے نقل کیا اور اپنی بات کو تقویت دی۔ اسی طرز پر پوری کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے ادلہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ چہرہ کا پردہ کرنا درست نہیں ہے یعنی چہرہ پردہ سے خارج ہے۔

2: بدعت کیا ہے:

یہ مخطوط اکیس (21) صفحات پر محیط ہے۔ مولانا ڈیرویؒ نے اس مختصر رسالہ میں بدعت کی بابت تفصیلی بحث ذکر کی ہے اور شرعی ادلہ سے اس تحریر کو مزین کیا ہے۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیروی ؒ نے بدعت کی بابت نبی کریم ﷺ کا وہ خطبہ مع حوالہ ذکر کیا کہ جو آپ ﷺ ہر خطبہ میں پڑھا کرتے تھے۔اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"فإن خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد ﷺ و شر الأمور محدثاتها و كل بدعة ضلالة "[12]

اس کے بعد مولانا ڈیروی ؒ نے اس کی درج ذیل شرح ذکر کی اور لفظ کے معنیٰ کی تعیین کو واضح کیا ہے:

" علامہ شرف الدین حسین بن محمد بن عبداللہ الطیبی المتوفی 743ھ، شرح مشکوۃ 1، ص296-297 میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں لفظ محدثات سے مراد بدعات و گمراہیاں ہیں، خواہ ان کا تعلق اقوال سے ہو یا افعال سے۔ یعنی جو خصلت دین میں نئی ایجاد کی جائے گی وہ سنت نبوی کے مخالف ہو گی۔اور سنت نبوی کی مخالف چیز گمراہی ہے"[13]

یہاں مولانا ڈیروی ؒ نے "محدثات" کے لفظ کی توضیح کے لیے شارح مشکوۃ کی بات کو بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔اور ساتھ وضاحت کی کہ بدعت سنت کے متضاد ہے۔بعدازاں آپ ؒ نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں اور حوالہ دیا کہ یہ پانچ اقسام شیخ عبدالعزیز بن عبدالسلام المتوفی 660ھ نے کتاب القواعد کے آخر میں بیان کی ہیں۔[14] یہ پانچ اقسام درج ذیل ہیں:

1:بدعت واجبہ۔ 2:بدعت محرّمہ۔ 3:بدعت مندوبہ۔ 4:بدعت صباحہ

بعدازاں آپ ؒ نے وضاحت کی کہ اکثر علماء وائمہ دین کے ہاں بدعت کی دو اقسام ہیں۔ایک وہ بدعت کہ جس کا دین میں کوئی تصور ہی نہیں ہے اور وہ سراسر گمراہی ہے۔ جبکہ دوسری وہ بدعت کہ جو قرآن وحدیث، اثر صحابہ اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو جیسے سیدنا عمر کا تراویح کے لیے لوگوں کو پابند کرنا، یہ بدعت مذموم نہیں ہے۔ اس قول پر مولانا ڈیروی ؒ نے امام بیہقی، امام شافعی اور امام نووی کی تائید ذکر کی ہے۔بعدازاں مولانا ڈیروی ؒ نے متعدد آثار نقل کر کے یہ بات واضح کی کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا، بلکہ بدعت وہ ہے کہ جس کا ذکر ہی قرآن و حدیث میں نہ ملے۔ گویا مولانا ڈیروی ؒ نے بدعت کی درج ذیل تقسیم بنائی ہے:

"بدعت کی دو قسمیں ہوئیں، بدعت سیئہ جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔اور بدعت حسنہ جو قرآن و سنت کے

موافق ہو، مخالف نہ ہو"[15]

مخطوط کے آخری صفحہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تحریر نامکمل ہے۔

3: کتاب الصلاۃ:

اس مخطوط کی ضخامت ایک صد ساٹھ (160) صفحات ہے۔ البتہ یہ مخطوط نامکمل معلوم ہے۔ جس ڈائری پر لکھا گیا ہے وہ 1995ء کی ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ آپ نے اسی سال ہی یہ تحریر فرمایا۔ اس مخطوط میں مولانا ڈیروی ؒ نے نماز سے متعلقہ مسائل عنوانات کے تحت احادیث طیبہ کی روشنی میں درج کیے ہیں۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

اس کتاب میں مولانا ڈیروی ؒ نے یہ اسلوب اپنایا ہے کہ آپ ایک عنوان قائم کرتے ہیں اور پھر اس کی بابت آیات قرآنی ذکر کرتے ہیں، بعد ازاں حدیث نبوی ذکر کر کے پھر اس کی توضیح و تشریح کرتے ہیں۔ آپ کا اسلوب سمجھنے کے لیے ایک مثال ملاحظہ ہو:

"مصلی کے لباس کا بیان: نماز پڑھنے والے کا لباس پاک وصاف ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وربك فكبر وثيابك فطهر (المدثر) اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھ۔ اس آیت میں اگرچہ نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے مگر جس وقت عام حالات میں مسلمانوں کو اپنے کپڑے پاک وصاف رکھنے کا حکم ہے تو نماز کی حالت میں جو بڑی عبادت ہے، کپڑوں کو پاک وصاف رکھنا بطریق اولیٰ ضروری ہوگا۔۔۔۔۔ بينما رسول الله ﷺ يصلى بأصحابه أدخل نعليه فوضعهما عن يساره۔۔۔۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز پڑھنے والے کے کپڑے وغیرہ اور جائے نماز کا پاک وصاف ہونا ضروری ہے"[16]

اب یہاں مولانا ڈیروی ؒ نے درج ذیل طریقہ سے بحث درج کی ہے:

1. مولانا ڈیروی ؒ نے ایک مسئلہ کی بابت عنوان قائم کیا
2. اس عنوان کی مناسبت سے سہل انداز میں تمہید ذکر کی
3. پھر اس عنوان کے متعلقہ ایک آیت مبارکہ ذکر کی
4. آیت کے ذکر کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ اس مناسبت سے ذکر کی

5. بعدازاں حدیث سے مسئلہ اخذ کر کے آسان فہم انداز میں ذکر کیااور بحث مکمل کر دی

مکمل کتاب اسی طرز پر لکھی ہوئی ہے اور آسان فہم انداز میں نماز کے متعلقہ مسائل کو ذکر کیا گیا ہے۔

4:مسئلہ عذاب قبراور جسم وروح کا قبر میں تعلق اور اتصال:

مولانا عطاء اللہ ڈیروی کا یہ مخطوط انچاس (49) صفحات پر محیط ہے۔ مخطوط پر درج ذیل تاریخ درج ہے: 23 رمضان/1437ھ۔

اس مخطوط میں مولانا ڈیرویؒ نے مسئلہ عذاب قبر کی بابت دین کی روشنی میں درست مسائل بیان کیے ہیں۔اس میں مولانا ڈیرویؒ نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانیؒ کے ہاں عذاب قبر کے مسائل کا جائزہ لیاہےاور نقد درج کیاہے اور ان کے تالیف کردہ رسالے "**عذاب برزخ**" کا جواب دیا ہے۔

مولانا ڈیرویؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے اس کتاب کی وجہ تالیف کو مختصر بیان کیا ہے کہ ایک گروہ ایسا ہے کہ جو میت کو عذاب و ثواب کے پہنچنے کا منکر ہے۔اس کے بعد مکمل کتاب میں مولانا ڈیرویؒ ڈاکٹر مسعود عثمانی صاحب کا مؤقف بیان کرتے ہیں اور بعدازاں اس پر نقد درج کرتے ہیں۔اس بحث کو آپؒ نے آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ اور اقوال وآثار سے مزین کیاہے۔اس جائزہ اور نقد کی ایک مثال ملاحظہ ہو، عثمانی صاحب نے ایک حدیث کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے عمرو بن لحہ کو جہنم میں دیکھا کہ اسے عذاب دیا جارہاہے سے یہ استدلال کیا کہ یہ عذاب اسی مثالی جسم کو ہو رہا تھا،اس پر مولانا نے جواب دیا:

"عثمانی صاحب نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ مرنے کے بعد ارواح کو مثالی جسم دیا جاتاہے، حالانکہ اس حدیث میں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن لحہ کو دیکھا، یعنی دنیاوی جسم رکھنے والے عمرو بن لحہ کو۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ مثالی جسم والا عمرو بن لحہ تھا۔ اصلی جسم والا شخص نہیں ۔۔۔۔۔ یہ عقیدہ ہندوؤں کا ہے وہ کہتے ہیں انسان دوسرے جسم کے ساتھ دنیا میں واپس آجاتاہے۔۔۔۔ قبر کا عذاب مستقل عذاب نہیں بلکہ وہ اسطرح کا عذاب ہے کہ قبر والے کی قبر میں جنت یا جہنم کی موری کھول دی جاتی ہے۔۔۔۔۔بخاری حدیث 1338۔ مسلم 2870۔ و"عذاب القبر "از بیہقی 28۔اس معنٰی کی بہت سی احادیث ہیں۔۔۔۔ قبر کا عذاب مثل خواب کے ہوتاہے۔۔۔۔ حدیث ہے جس نے مومن مسلمان کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس

کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔۔۔الخ"[17]

مولانا ڈیروی ؒ نے عثمانی صاحب کے اس مؤقف کہ انسان کا دنیاوی جسم اور ہے اور اخروی جسم کوئی اور ہے کا جواب جامع اور مفصل دیا ہے۔اس ضمن میں ان کی بیان کردہ روایات کی درست تشریح کی ہے اور دیگر روایات بیان کی ہیں۔ جبکہ اس بابت ائمہ کے اقوال اور احادیث نبویہ مع دلیل بیان کی ہیں۔اسی طرز کا جائزہ اور نقد پوری کتاب میں موجود ہے۔

5: قسطوں کی بیع کا جواز:

فقہی مسائل میں قسطوں کی بیع کا مسئلہ شروع سے ہی شامل بحث رہا ہے۔ مختلف ادوار میں مختلف فقہاء نے اس بحث کو اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ بعض اس بیع کے جواز کے قائل ہیں جبکہ بعض اس کے عدم جواز کا مؤقف رکھتے ہیں۔اس عنوان پر مولانا ڈیروی ؒ نے بھی قلم اٹھایا ہے۔آپ ؒ کا یہ مخطوط ایک صد چھیالیس (146) صفحات پر محیط ہے۔ یہ مخطوط 1996ء کی ڈائری پر لکھا گیا ہے، قرین قیاس یہی ہے کہ یہ تحریر بھی اسی برس کی ہے۔اس مخطوط میں مولانا ؒ نے قسطوں کی بیع کے حوالہ سے دینی رہنمائی کو مدلل و جامع انداز میں بیان کیا ہے۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

مولانا ڈیروی ؒ قسطوں والی بیع کے جواز کے قائل تھے۔ابتدائے کتاب میں آپ نے ایک عالم دین مولانا خلیل الرحم جاوید کہ جو قسطوں والی بیع کے عدم جواز کے قائل تھے کی ایک کتاب "جانب حلال" میں موجود ایک حدیث "فلہ اوکسھما او الربا ء" کی وضاحت پر نقد درج کیا ہے اور اس میں موجود سقم و اشکالات کے جواب درج کیے ہیں۔اس کی مثال ملاحظہ ہو:

مولانا خلیل الرحمن جاوید صاحب قسط میں قیمت کی بڑھوتری کو سود سے تشبیہ دیتے ہیں۔اس پر مولانا ڈیروی ؒ نے یہ بیان کیا کہ جب ایک چیز قسط پر لینے والے نے بڑھی ہوئی قیمت پر لی تو یہ اس کی پہلی قیمت ہی قرار پائے گی۔ یعنی ایک شے 1000 روپے کی ہے لیکن خریدنے والا قسطوں میں اسے 1500 کی خریدتا ہے تو یہاں اصل قیمت 1500 ہی ہے نا کہ 1000۔ کیونکہ 1000 قیمت کی تو بات ہی نہیں ہوئی تھی، یہاں تو بیع کی ابتداء ہی اسی قیمت یعنی 1500 سے ہوئی ہے۔[18]

گویا یہاں مولانا خلیل الرحمن پہلی قیمت کو ہی سود شمار کر رہے ہیں جبکہ جمہور اس پہلی بڑھوتری کو سود شمار نہیں

کرتے بلکہ بیع کی اصل قیمت شمار کرتے ہیں۔اس بابت آگے چل کر آپ ؒ لکھتے ہیں:

" مولانا تقی عثمانی فرماتے ہیں: یہ بیع جس میں ادھار کی وجہ سے قیمت زیادہ وصول کی جائے نہ صرف ائمہ اربعہ ر کے نزدیک جائز ہے بلکہ اس کا جواب قرآن کریم سے ثابت ہے--- إنما البيع مثل الربا ---یہاں بیع سے ان کی مراد وہ بیع تھی جس میں ادھار کی وجہ سے بیچنے والا قیمت میں اضافہ کیا کرتا تھا---یہی بات مفسرین نے کہی ہے----"[19]

یہاں مولانا ڈیروی ؒ نے سمجھانے کی غرض سے بطور تائید مفتی تقی عثمانی صاحب کا قول نقل کیا۔اور ساتھ ان مفسرین کے اقوال مع دلیل ذکر کیے کہ جو اس آیت کا یہی معنی مراد لیتے ہیں جو مفتی صاحب نے نقل کیا ہے۔ان میں امام مجاہد اور امام قتادہ کے اقوال مع حوالہ قلمبند کیے ہیں اور یہ واضح کرنا چاہا کہ مولانا خلیل الرحمن سود والی بڑھوتری اور ادھار والی بڑھوتری کو ایک سمجھ رہے ہیں جبکہ دونوں الگ الگ شے ہیں۔مولانا خلیل الرحمن کی تحریر پر اسی طرز کا نقد مولانا ڈیروی ؒ نے درج کیا ہوا ہے۔

6: مسئلہ طلاق ثلاثہ:

مسئلہ طلاق فقہی مسائل میں ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے۔ہر دور میں اس پر علماء و فقہاء کے مابین ابحاث جاری رہی ہیں۔مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھایا۔آپ کا یہ رسالہ مطبوع نہ ہو سکا۔اس مخطوط کا مکمل نام درج ذیل ہے: " **مسئلہ طلاق ثلاثہ —وامیر المومنین المعدود من الشھداء والصدیقین عمر بن الخطاب و امیر المحدثین وسید المجتھدین محمد بن اسماعیل البخاری رضی اللہ عنھما کا دفاع**"۔یہ مخطوط اکاسی (81) صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں مولانا ڈیروی ؒ نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ کی بابت مدلل و مفصل بحث ذکر کی ہے۔اس ضمن میں آپ ؒ نے مختلف مسالک و مذاہب کے ہاں طلاق کے مسئلہ میں اختلاف کو بھی ذکر کیا ہے اور درست مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے۔

طلاق ثلاثہ میں مولانا ڈیروی ؒ کا مؤقف اور کتاب کا اسلوب:

مولانا ڈیروی ؒ یک بارگی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتے تھے۔اس ضمن میں آپ ؒ نے ان ائمہ و محدثین کے اقوال ذکر کیے ہیں جو تین طلاقوں کو ایک شمار کرتے تھے اور پھر ان پر تبصرہ درج کیا ہے۔بطور مثال آپ ؒ کا یہ تبصرہ ملاحظہ ہو: مولانا داؤد راز ؒ نے شرح بخاری میں تین طلاقوں کو یک بار دینا بدعت قرار دیا ہے۔جبکہ سیدنا عمر

رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد حکومت میں تین طلاقوں کو تین ہی شمار کیا ہے۔اس پر مولانا ڈیروی ؒ نے مولانا داؤد راز کے قول پر بایں الفاظ ایک مفصل و مدلل تبصرہ درج کیا ہے:

"کیا سیدنا عمر نے عہد صحابہ میں اس بدعت کو قانون بنا کر نافذ کر دیا۔۔! اور نہ وہ قرآن کی آیت کو سمجھے اور نہ کوئی دوسرا صحابی سمجھ سکا۔۔۔۔ اور وہ عورت جس کو کسی نے یکبار تین طلاقیں دیدیں اور بقول مولانا راز اور دیگر ایسی رائے رکھنے والے علماء کے نزدیک اس کو صرف ایک طلاق پڑی تھی۔ چونکہ دو اور طلاقیں اس کی حرمت کے لیے باقی تھیں مگر عمر فاروق نے عہد صحابہ میں اس حلال عورت کو بطور ظلم و تعدی اپنے حاکم ہونے کے زور سے اس کے خاوند پر حرام کر دیا۔ کیا عمر کو بطور حاکم حلال شے کو حرام کرنے کا اختیار تھا؟ کیا عمر کو ایسا کرتے وقت سورہ تحریم کے نزول کا سبب معلوم نہ تھا۔۔۔۔ مولانا راز نے لکھا ہے عمر کا یہ حکم شرعی نہیں، سیاسی تھا، مولانا نے اس کو تعزیری حکم قرار دیا، مولانا کا اس کو تعزیری حکم بھی کہنا عجیب ہے۔ کیونکہ تعزیر اس جرم کو کہتے ہیں جو شریعت کی طرف سے مقرر نہ ہو بلکہ وہ قاضی کی صوابدید پر موقوف ہو۔۔۔۔۔ حد اس سزا کا نام ہے جو دین کی طرف سے مقرر ہو علامہ وھبہ زحیلی لکھتے ہیں: العقوبات الدنيوية نوعان ۔۔۔۔۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ ص 284 ج 4۔۔۔۔ یکبار گی طلاق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی ہوتی تھی مگر آپ نے اس پر کسی کو سزا نہیں دی۔ جب ایسا عمل نبی ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا مگر نبی ﷺ نے تک بار گی تین طلاق کو قابل تعزیر جرم قرار نہیں دیا تو عمر کو ایسا کرنے کی کس نے اجازت دی اور عمر کا یہ عمل تعزیر کیسے بن گیا؟ اور قرآن و سنہ میں یک بار گی تین طلاق کی کہاں ممانعت ہے؟ اور اس طرح کرنے کو کس آیت قرآنی نے جرم قرار دیا ہے؟۔۔۔ یکبار کی تین طلاق کی حرمت میں سورۃ بقرۃ کی آیت الطلاق مرتان سے استدلال محل نظر ہے۔ امام بخاری کا اس پر باب اور اس کی دلیل میں قرآن کی اسی آیت کا ذکر اس بات کے لیے کافی ہے کہ یہ آیت قطعاً مولانا راز اور ان کی رائے رکھنے والوں کے مدعا کو ثابت نہیں کرتی بلکہ بخاری کے باب اور اس کے ثبوت میں مذکورہ آیت کے ذکر سے بظاہر یکبار کی طلاق کا بخاری کے نزدیک وقوع ثابت ہوتا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر ؒ نے اس کو واضح کیا۔۔۔ الخ"[20]

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب تبصرہ و تحریر سمجھنے کے لیے ایک مفصل اقتباس کے بعض اجزاء اوپر درج کیے ہیں۔ یہاں مولانا ڈیروی ؒ نے درج ذیل باتیں بیان کی ہیں:

1. سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کی وضاحت کی کہ ان کا عمل عین شریعت تھا اور ان کا تین طلاقوں کو تین کہنا بالکل درست تھا۔

2. وضاحت کی کہ سیدنا عمر نے کسی قسم کی کوئی تعزیری سزا جاری نہیں کی۔ کیونکہ یک بار تین طلاقوں پر تعزیری سزا دینا اگر جائز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی یہ سزا جاری کی جاتی جبکہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا جبکہ اکٹھی تین طلاقیں اس دور میں بھی دی گئیں۔

3. آپ نے یہ بھی وضاحت کی کہ اکٹھی تین طلاقیں کوئی جرم بھی نہیں تھیں کہ سیدنا عمر نے انہیں لاگو کیا۔ اگر جرم ہوتیں تو قرآن وحدیث میں اس کا ذکر ملتا۔

4. علامہ وہبہ زحیلی سے تعزیر اور سزا کی تعریف کا ذکر کیا۔

5. امام بخاریؒ اور امام ابن حجرؒ کے مؤقف کو بیان کیا۔

مکمل بحث میں ڈیرویؒ نے طلاق ثلاثہ کو ایک کہنے والوں کی ادلہ واقوال کا رد کیا ہے اور سیدنا عمر اور امام بخاری کا اس مسئلہ میں دفاع کیا ہے۔

7: کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت:

فقہاء کے مابین کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت کی تعیین میں اختلاف رہا ہے۔ اس بابت متعدد ابحاث لکھی گئیں۔ اس ضمن میں مولانا ڈیرویؒ نے بھی ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ مخطوط چوالیس (44) صفحات پر محیط ہے۔ یہ بحث مولانا ڈیرویؒ نے سن 2002ء میں تحریر فرمائی تھی۔ بعد ازاں آپ نے خود اس کی سن 2014ء میں نظر ثانی کی۔ اس مخطوط میں کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت کے حوالہ سے آپؒ نے جامع اور مدلل بحث قلمبند کی ہے۔ یہ شذرہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ معاشیات کے مسائل میں بھی آپؒ کو دسترس حاصل تھی۔

مولانا ڈیرویؒ کا اسلوب:

اس بحث میں آپؒ نے اکیس ذیلی عنوانات قائم کیے اور ان کے ضمن میں بحث کو قلمبند کیا ہے۔ ابتدائے کتاب میں آپ نے کرنسی نوٹ کی تاریخ کی بابت یہ بات نقل کی کہ کرنسی نوٹ کی ابتداء چین سے ہوئی کہ اس بابت ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تذکرہ کیا ہے۔ یہ وہ دور تھا جب خرید وفروخت کے لیے سونا اور چاندی کا استعمال ہی رائج تھا۔ اس کے بعد آپ نے بیان کیا کہ تانبے اور بعض دوسری دھاتوں کے سکے بھی بطور کرنسی

رائج تھے کہ اس کا ذکر تابعین کے اقوال سے بھی معلوم ہوتا ہے۔اس ضمن میں آپ نے یہ قول نقل کیا:

"لا بأس بالسلف. سنن الکبریٰ للبیہقی ص287ج5"[21]

"یعنی عدیدی سکوں کی خرید وفروخت ادھار کے ساتھ کرنے میں کوئی حرج نہیں"

اس ضمن میں آپ نے امام ابراہیم نخعی، اور امام سعید القداح کے اقوال کا بھی حوالہ دیا۔آپؒ نے یہ رائے قائم کی کہ کرنسی نوٹ کبھی بھی اصل زر یعنی سونا اور چاندی کے متبادل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی انہیں اصلی زر کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔اس بابت آپؒ نے ائمہ فقہاء کے اقوال بھی اپنی اس بحث میں درج کیے۔ مثلاً آپ نے امام ابو حنیفہؒ کا مؤقف بایں الفاظ درج کیا:

"موجودہ کرنسی نوٹ امام ابو حنیفہؒ کے قول میں فلوس کے حکم میں ہیں کیونکہ اس کو ثمن بنانے والی حکومت جب چاہتی ہے اپنے کسی نوٹ کو کالعدم قرار دے دیتی ہے پھر وہ عام کاغذ کی قیمت بھی نہیں رکھتا"[22]

اسی طرح اس کتاب میں آپؒ نے ان علماء کے اقوال بیان کیے ہیں کہ جو کرنسی نوٹ کو ثمن نہیں بلکہ عام سامان یعنی مال تجارت کے حکم میں داخل کرتے ہیں۔یہ علماء درج ذیل ہیں:

1. شیخ عبد القادر بن احمد المصطفیٰ (مفتی وفقیہ اور حنبلی المذہب)
2. شیخ احمد بن احمد بن یوسف الشافعی (مفتی وفقیہ اور شافعی المذہب)
3. شیخ محمد بخیت الحنفی (مفتی وفقیہ اور حنفی المذہب)
4. شیخ نصر فرید (مفتی ملک مصر)[23]

بعد ازاں مولانا ڈیرویؒ نے یہ مؤقف قائم کیا کہ کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ نہیں۔یعنی ادائیگی زکوٰۃ میں اصل جنس اور ثمن یعنی سونا وچاندی کا لحاظ کرنا ہے۔اس ضمن میں آپؒ نے امام مالکؒ کا یہ قول پیش کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس دوسو فلس (تانبے یا دیگر دھات کے سکے) اور وہ قیمت میں دوسو درہم چاندی کے برابر ہیں تو ان میں زکوٰۃ نہیں۔یہ بات مدونۃ الکبریٰ میں منقول ہے۔[24]

اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے مولانا ڈیرویؒ کرنسی نوٹ کو مکمل طور پر ایک علیحدہ اور مستقل جنس قرار دیتے ہیں جس کا سونے اور چاندی یا کسی بھی جنس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔البتہ آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی مشابہت قدیم دور کے تانبے یا دیگر دھاتوں کے سکوں کے ساتھ ہے تو اس پر احکامات بھی انہی

کے جاری ہوں گے۔

8: منکرین حدیث اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی عمر کا تعین:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے محبوب زوجہ محترمہ تھیں۔ اس کا اظہار نبی کریم ﷺ نے بارہا فرمایا۔ جس عمر میں ام المؤمنین کا نبی رحمت سے نکاح ہوا اس کے تعین میں اختلاف کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض گروہ تو اس پر بے جا قسم کے اعتراضات بھی وارد کرتے ہیں کہ جن میں فقط مقصد ام المؤمنین کی ہتک کرنا ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔ مولانا ڈیروی نے اس حوالہ سے بھی ایک بحث قلمبند کی۔ آپ کا یہ مخطوط ستتر (77) صفحات پر محیط ہے۔ اس میں آپ نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بوقت نکاح عمر پر منکرین حدیث کی طرف سے وارد ہونے والے اعتراضات کا کافی وشافی جواب دیا ہے۔ تحریر کی تاریخ کی بابت کوئی معلومات درج نہیں ہیں۔

مولانا ڈیروی کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں آپ نے فتنہ انکار حدیث کی تاریخ وابتداء کی بابت مختصر احوال درج کیے ہیں۔ بعد ازاں آپ موجود دور کے منکرین حدیث کے ذکر تک آئے اور بیان کیا کہ غلام احمد پرویز نے اس روایت کا بھی انکار کیا کہ جس میں سیدۃ کی بوقت نکاح 9 برس عمر کا ذکر ہے اور ذکر کیا کہ غلام احمد پرویز کی بات کی تائید محمود احمد عباسی اور ظہور احمد قریشی نے بھی کی، یعنی حدیث کا انکار کیا۔ ظہور احمد قریشی نے ایک رسالہ لکھا کہ جس کا عنوان ہے: "**آؤ ناموس رسالت کی حفاظت کریں**" اسی میں اس نے سیدہ کے نکاح کے وقت عمر کے بیان والی روایت کا انکار کیا ہے۔ یہ رسالہ مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے اسی رسالہ کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ آپ نے ادلہ صحیحہ، اقوال ثابتہ اور اجماع امت سے اس حدیث کو ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد آپ بخاری کی حدیث لائے۔ وہ حدیث درج ذیل ہے:

"حدثنا محمد بن يوسف حدثنا سفيان عن هشام عن أبيه عن عائشة أن النبيﷺ تزوجها وهي بنت ست سنين و ادخلت عليه وهي بنت تسع و مكث عنده تسعا"[25]

" ام المومنین سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے ان کا عقد ہوا تو ان کی عمر چھ برس تھی اور جب رخصتی ہوئی تو وہ 9 سال کی تھیں اور شادی کے بعد وہ 9 سال تک نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہیں"

بعد ازاں آپؒ نے بیان کیا کہ یہ حدیث صرف صحیح بخاری میں نہیں ہے بلکہ صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔ گویا یہاں یہ اعتراض بھی زائل ہوا کہ یہ صرف بخاری نے روایت کی ہے۔اس حدیث پر اصل اعتراض یہ اٹھایا گیا کہ نابالغ لڑکی کا نکاح ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اس پر مولانا ڈیروی ؒ نے عنوان قائم کیا: " **نابالغ لڑکی کے نکاح کا ثبوت قرآن میں** " اور اس میں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر 4 ذکر کی۔ اور یہاں پھر تفسیر میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر طبری، زاد المسیر، الدر المنثور، اتحاف للبوصیری، المطالب العالیہ للعسقلانی ، فتح البیان اور تفسیر قرطبیؒ کے حوالہ جات نقل کیے کہ ان تفاسیر میں مفسرین نے اقوال صحیحہ کی روشنی میں "واللائي لم يحضن" سے مراد وہ لڑکیاں لی ہیں کہ جو ابھی بالغ نہیں ہوئیں اور انہیں طلاق ہو گئی ہے ان کی عدت طلاق بھی تین ماہ ہے۔ بعد ازاں مولانا ڈیروی ؒ نے قریشی صاحب کی اس حدیث کی رد میں پیش کی جانے والی عقلی توجیہات کا بھی رد پیش کیا ہے۔ مثلاً قریشی صاحب لکھتے ہیں کہ :

"امت مسلمہ سے سوال : ہے کوئی مسلمان جو اپنی 9 سالہ بچی کی شادی ایک پچاس سالہ شخص سے کر دے ؟ ہم اس حقیقت سے واقف ہیں کہ تمام لوگ ایسے سوال کرنے والے کو پاگل، جنونی کی بکواس کہیں گے (آو ناموس رسالت کی حفاظت کریں صفحہ 7)"[26]

اس کے جواب میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے وہی طرز اپنایا جو صاحب کتاب نے اپنایا ہے۔ آپ اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

" بقول آپ کے، بی بی عائشہ کی عمر شادی کے وقت 9 سال نہیں بلکہ 18 یا 19 سال تھی، اگر بالفرض ایسا ہی ہو جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو کیا آج کے مسلمان معاشرے میں اگر کوئی پچاس سالہ شخص کسی اٹھارہ سال کی دوشیزہ کا رشتہ مانگے تو کیا اسے لوگ پاگل اور جنونی نہیں گے ؟۔۔۔آج کے مسلمان معاشرے کو نبی کریم ﷺ کے دور سے تطبیق دینا قریشی صاحب کے فاتر العقل ہونے کی واضح علامت ہے"[27]

مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے مکمل رسالہ میں حدیث کا دفاع کیا ہے اور ہر ایک پیرائے میں قریشی صاحب کو جواب دیا ہے یعنی جہاں علمی مسائل تھے وہاں علمی ادلہ سے ان کی بات کو رد کیا اور جہاں عقلی دلائل کی ضرورت تھی وہاں عقلی دلائل سے جوابات کو قلمبند کیا ہے۔

مبحث ثالث: متفرق عنوانت پر مولانا ڈیروی کی غیر مطبوع تالیفات:

1: عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور موجودہ انجیل:

یہ مخطوط 23 صفحات پر محیط ہے۔ جس ڈائری پر لکھا گیا ہے وہ 2005ء کی ڈائری ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ یہ تحریر بھی 2005ء میں ہی لکھی گئی ہے۔ اس مخطوط میں مولانا ڈیرویؒ نے سید نا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا کہ جو دین میں بیان ہوئی ہیں، انجیل سے تقابل پیش کیا ہے۔ یہ مخطوط مکمل معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتاب اس بات پر دلالت کرتی ہے مختلف ادیان پر بھی آپؒ کو عبور تھا۔

مولانا ڈیرویؒ کا اسلوب:

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے بیان کیا کہ عیسائی عقیدہ بھی یہی ہے کہ سید نا عیسیٰ علیہ السلام بنا باپ کے پید اہوئے لیکن وہ بی بی مریم کی ایک شخص یوسف نجار سے منگنی ثابت کرتے ہیں جبکہ اسلام میں ایسا کوئی ذکر نہیں۔ آپؒ نے وضاحت کی کہ موجودہ اناجیل میں سید نا عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بنا لیا گیا۔ بعد ازاں آپؒ نے بیان کیا کہ موجود دور کی تحقیقات میں یہ بات ثابت کی گئی کہ اناجیل میں جہاں جہاں سید نا عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا بنایا گیا وہ الحاقی ہیں یعنی بعد کے لوگوں نے یہ شامل کر دیا ہے یہ اصل اناجیل کی عبارات نہیں ہیں۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ بات عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں اناجیل اربعہ کے مؤلفین مجہول ہیں اور انہوں نے یہ سید نا عیسیٰ علیہ السلام سے براہ راست نقل نہیں کیں۔ اس بابت آپؒ مزید لکھتے ہیں:

" اس بات کو دائرۃ معارف القرن العشرین میں عیسیٰ علیہ السلام کے ترجمہ میں لکھا ہے: علماء کی تحقیق میں سب سے پہلے مرقس کی انجیل لکھی گئی اور متی و لوقا کی اناجیل مرقس کی انجیل سے مضامین لے کر تالیف کی گئی۔ مرقس کی انجیل کی آیات 9 سے لیکر 20 تک الحاقی سمجھی گئی ہیں یعنی یہ آیات مرقس کی تالیف نہیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ آیات اس انجیل میں ایک سو اسی میلادی (180م) سن میں پہلی بار منظر عام پر آئیں"[28]

اسی طرح آپؒ نے بعض مقامات پر ان اناجیل کا تقابل بھی نقل کیا اور ان کا آپس میں متعارض ہونا بیان کیا، مثلاً ایک مقام پر ایک ہی واقعہ تمام اناجیل میں بیان ہوا لیکن ہر انجیل میں وہ تضادات کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں:

" متی کی انجیل میں ہے اس عورت نے مسیح کے سر پر عطر ڈالا اور لوقا کی انجیل میں ہے اس نے مسیح کے پاؤں پر

عطر ڈالا۔۔۔۔یوحنا کی انجیل میں کھانا کھانے کی جگہ کسی کا گھر بیان ہوا۔۔۔مرقس کی انجیل میں ہے یہ واقعہ عید سے دو دن پہلے پیش آیا۔۔۔یوحنا کی انجیل میں ہے کہ یہ واقعہ عید سے 6 روز پہلے پیش آیا۔۔۔ایسا اختلاف کسی الہامی کتاب میں نہیں ہو سکتا''[29]

گویا آپ ؒ نے وضاحت کی کہ یہ موجودہ اناجیل اگر منزل من اللہ ہوتیں تو ان میں تضادات ہر گز نہ پائے جاتے۔ یہ تضادات ہی اس بات کی ایک بین نشانی ہیں کہ یہ سب کچھ انسانوں کا ہی لکھا ہوا ہے۔اس مختصر رسالہ میں دراصل اسی نوعیت کی بحث ہی درج کی گئی ہے۔

2:إنعام الباري في الدفاع عن صحيح البخاري:

یہ مخطوط ایک صد ترپین (153) صفحات پر محیط ہے۔ مخطوط پر درج ذیل تاریخ درج ہے: 11 شعبان / 1435ھ / 9 جون / 2014م /۔اس مخطوط میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے امام محمد بن اسماعیل البخاری ؒ پر ایک حنفی عالم دین مولانا احمد سعید ملتانی کے اعتراضات کا کافی وشافی اور مدلل جواب دیا ہے جو کہ انہوں نے اپنی کتاب بعنوان: '' **قرآن مقدس اور بخاری محدث**'' میں وارد کیے ہیں۔

مولانا ڈیروی ؒ کا اسلوب:

مکمل کتاب میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ مولانا احمد سعید خان ملتانی کا کوئی اقتباس نقل کرتے ہیں اور پھر اس پر تبصرہ کرتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔آپ کا یہ اسلوب درج ذیل مثال سے سمجھا جاسکتا ہے:

'' **اعتراض نمبر 2:** علامہ صاحب نے لکھا ہے کہ رفع الیدین کے مسئلہ میں امام بخاری کے استاد امام حمیدی اس مخالف تھے۔۔۔**اس کا جواب** یہ ہے کہ بات جھوٹ اور جہالت پر مبنی ہے۔دلیل اس کی یہ ہے کہ علامہ سبکی ؒ نے اپنے رسالے رفع الیدین میں لکھا ہے کہ امام حمیدی اور امام اوزاعی رفع الیدین کی فرضیت کے قائل تھے ۔۔دیکھیئے مجموعہ رسائل المنیریہ جلد 1 صفحہ 256۔''[30]

یہاں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے بطور جواب دو کتب کا حوالہ پیش کیا اور مولانا احمد سعید کے امام بخاری پر وارد اعتراض کو رد کیا۔ مولانا احمد سعید ملتانی صاحب کیونکہ فقہ حنفی سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان کے امام بخاری پر وارد کردہ اعتراضات کا تعلق بھی فقہی وفروعی مسائل سے ہے۔اس لیے مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ کی یہ مکمل کتاب

بھی گویا فقہ حنفی پر بطور نقد و جرح کے انداز میں لکھی ہوئی ہے۔

خلاصہ بحث:

درج بالا بحث کو تین ذیلی ابحاث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ **مبحث اول** میں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کی ان چھ (6) غیر مطبوع کتب کا تعارفی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ جو عقیدہ کے متعلق ہیں۔ان میں سے پہلی کتاب کا عنوان: "**کتاب العقائد** " ہے۔ یہ مخطوط نامکمل ہے۔اس میں آپؒ نے سوال و جواب کے انداز میں عقیدے کی بنیادی ابحاث کو بیان کیا ہے۔ جبکہ دوسری کتاب کا عنوان: "**تحقیق و تعلیق: تنبیہ أهل الفرش باستواء الله على العرش**" ہے۔یہ امام ابو محمد عبد الستارؒ کی اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی بابت کتاب ہے۔اس پر مولانا ڈیرویؒ نے اضافہ جات درج کیے ہیں۔ تیسری کتاب کا عنوان: " **مسئلہ وحدۃ الوجود کلید مثنوی اور مفتاح العلوم کی روشنی میں** " ہے۔اس میں مولانا ڈیرویؒ نے مولانا اشرف علی تھانویؒ کی لکھی ہوئی شرح میں سے ان مسائل کو لکھا ہے کہ جن پر عقیدہ کی بحث میں اعتراض اٹھایا جاتا ہے۔ آپؒ نے ان کو ذکر کیا اور ان کے اوپر نقد کیا ہے۔ چوتھی کتاب کا عنوان: " **مسئلہ علم غیب** " ہے۔اس مختصر کتاب میں مؤلفؒ نے علم غیب کی تعریفی مبحث کے ذکر کے بعد نبی کریم ﷺ کے علم غیب کی بابت آیات قرآنیہ، احادیث و آثار سے درست مسئلہ کی طرف رہنمائی کی ہے۔ پانچویں کتاب کا عنوان: "**عقیدہ سلف سے حنفیہ ماتریدیہ صوفیہ کا اختلاف، صفات الٰہیہ میں ان کا مؤقف** " ہے۔اس کتاب میں مؤلف نے ماتریدیہ کے ان عقائد کے اقتباسات نقل کر کے ان پر تبصرہ و نقد کیا ہے کہ جو عقیدہ کے باب میں صحیح مؤقف سے دور ہیں۔ جبکہ چھٹی کتاب کا نام: "**ابن عربی صوفی کا عقیدہ وحدۃ الوجود** " ہے۔اس کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے صوفیاء کے اللہ عزوجل کی بابت باطل عقائد کا تذکرہ کیا ہے اور ان پر نقد ادلہ کی روشنی میں لکھا ہے۔

مبحث ثانی میں مولانا ڈیروی کی ان غیر مطبوع کتب کا تعارفی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق ابحاث فقھیہ سے ہے۔ یہ کل آٹھ کتب ہیں۔ پہلی کتاب کا عنوان: " **عورت کے پردے کے بعض دلائل کا جائزہ**" ہے۔اس میں آپؒ نے ادلہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ عورت کے چہرے کا پردہ شرعی طور پر مطلوب نہیں ہے۔ دوسری کتاب کا عنوان: " **بدعت کیا ہے**" ہے۔ یہ اکیس صفحات پر محیط ہے۔اس میں آپؒ نے بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام کی بابت بحث درج کی ہے۔ تیسری کتاب کا عنوان: "**کتاب الصلاۃ**" ہے۔اس میں مولانا ڈیرویؒ نے آسان

فہم انداز میں نماز کے مسائل بیان کیے ہیں۔چوتھی کتاب کا عنوان: " **مسئلہ عذاب قبر اور جسم وروح کا قبر میں تعلق اور اتصال** "ہے۔اس میں مولانا ڈیروی ؒ نے ڈاکٹر مسعود احمد عثمانی صاحب کے میت کی بابت نظریات کا محاکمہ کیا ہے اور ادلہ سے ثابت کیا کہ قبر میں عذاب و سزا اسی دنیاوی جسم کو ہی ہوتا ہے، کسی اور جسم کو نہیں ہوتا۔اس کے بعد جو کتاب ذکر کی گئی ہے اس کا عنوان: " **قسطوں کی بیع کا جواز** " ہے۔مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ قسطوں کی بیع کے جواز کے قائل تھے۔اس مبحث میں چھٹی کتاب کا عنوان: "**مسئلہ طلاق ہے**" ہے۔اس میں آپ ؒ نے طلاق ثلاثہ کے مسئلہ پر اپنی رائے اور مؤقف کو بیان کیا ہے اور سیدنا عمر اور امام بخاری پر وارد اعتراضات کا دفاع کیا ہے۔ساتویں کتاب کا عنوان: "**کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت** "ہے۔اس کتاب میں آپ ؒ نے کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت کا تعین کیا ہے اور انہیں فلوس یعنی قدیم زمانوں کے وہ سکے کہ سونا اور چاندی کے علاوہ کسی اور دھات سے بنائے جاتے تھے کے حکم میں داخل کیا ہے۔آٹھویں کتاب کا عنوان: " **منکرین حدیث اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی عمر کا تعین** " ہے۔اس میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے سیدہ عائشہ کی بوقت نکاح 9 برس عمر ثابت کی ہے اور اس حدیث پر وارد اعتراضات کو شرعی و عقلی ادلہ کی روشنی میں رد کیا ہے۔جبکہ **مبحث ثالث** میں دو کتب کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔پہلی کتاب کا عنوان: " **عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور موجودہ انجیل** " ہے۔یہ ایک مخطوط ہے کہ جس میں مولانا ڈیروی ؒ نے اناجیل اربعہ کی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے ان کے اقتباسات پر تبصرہ کیا ہے اور اناجیل اربعہ کے آپسی تضادات کو بیان کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ الہامی کتاب میں تضاد کا ہونا ممکن نہیں ہے۔لہذا موجودہ اناجیل انسانی اختراع ہی ہیں۔جبکہ اس مبحث کی دوسری کتاب کا عنوان: "**انعام الباری فی الدفاع عن صحیح البخاری**" ہے۔اس کتاب میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی ؒ نے امام بخاری ؒ کا دفاع کیا ہے اور مولانا احمد سعید خان ملتانی کے صحیح البخاری پر وارد اعتراضات کا شافی جواب دیا ہے۔

الحواشی

---

[1] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کتاب العقائد (غیر مطبوع، 1996ء)، مخطوط: 1۔

1:Maulana Ata ullah Dervi, Kitabul Aqaid(Ghair matbu,1996),Makhtoot,1.

[2] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کتاب العقائد، 156۔

2:Maulana Ata ullah Dervi, Kitabul Aqaid,156.

[3] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، تحقیق و تعلیق: تنبیہ اھل الفرش باستواء الله علی العرش (غیر مطبوع، 1996ء)، مخطوط: 21-
3:Maulana Ata Ullah Dervi, Tehqeq o Taleq: Tanbih Ahlil Arsh Bistiwa Illahi Alalarsh(Ghair matbu,1996),Makhtoot:21.
[4] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، مسئلہ وحدۃ الوجود کلید مثنوی اور مفتاح العلوم کی روشنی میں(غیر مطبوع، 2000ء)، مخطوط: 130-
4: Maulana Ata Ullah Dervi, Masla WaHdatul Wajod kaleed masnawi awr miftahul ulom ki Roshni me(Ghair matbu,2000),Makhtoot:130.
[5] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، مسئلہ علم غیب(غیر مطبوع ،2000ء)، مخطوط : 6-
5: Maulana Ata Ullah Dervi, Masla ilm e ghaib(Ghair matbu,2000),Makhtoot: 6.
[6] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، عقیدہ سلف سے حنفیہ ماتریدیہ صوفیہ کا اختلاف ، صفات الٰہیہ میں ان کا مؤقف (غیر مطبوع، 2005ء) ، مخطوط: 15-
6: Maulana Ata Ullah Dervi,Aqeda salaf sy hanfia maturidia Sufia ka ikhtilaf,Sifat Ilahia me inka moqaf(Ghair matbu,2005), Makhtoot: 15.
[7] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، عقیدہ سلف سے حنفیہ ماتریدیہ صوفیہ کا اختلاف ، صفات الٰہیہ میں ان کا مؤقف،16-
7: Maulana Ata Ullah Dervi,Aqeda salaf sy hanfia maturidia Sufia ka ikhtilaf,Sifat Ilahia me inka moqaf,16.
[8] : صوفیاء کے ہاں توحید کی 4 اقسام ہیں: توحید ایمانی- توحیدعلمی، توحید حالی، توحید الٰہی-
[9] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ، ابن عربی الصوفی کا عقیدہ وحدۃ الوجود(غیر مطبوع، 2002ء)، مخطوط: 6-
9: Maulana Ata Ullah Dervi, Ibne Arbi alsufi ka aqeda wahdatul wajod(Ghair matbu,2002), Makhtoot: 6.
[10] : عطاء اللہ ڈیروی، عورت کے پردے کے بعض دلائل کا جائزہ (غیر مطبوع، 1992ء)، مخطوط: 2-
10: Maulana Ata Ullah Dervi, Orat k parday ky baz dalail ka jaiza(Ghair matbu,1992), Makhtoot: 2.
[11] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، عورت کے پردے کے بعض دلائل کا جائزہ، 3-
11: Maulana Ata Ullah Dervi, Orat k parday ky baz dalail ka jaiza,3.
[12] : مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح (ریاض: دارالسلام، 1998ء))،رقم الحدیث: 867-
12: Muslim bin hajjaj, Al jame AL Sahih(RiyadhL Darussalam,1998),Raqmul Hadith: 867.
[13] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، بدعت کیا ہے (غیر مطبوع، س ن)، مخطوط: 2-
13: Maulana Ata Ullah Dervi, Bidat Kia hy(Ghair matbu, san nidard), Makhtoot: 2.
[14] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، بدعت کیا ہے، 4-
14: Maulana Ata Ullah Dervi, Bidat Kia hy,4.
[15] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، بدعت کیا ہے، 21-
15: Maulana Ata Ullah Dervi, Bidat Kia hy,21.
[16] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کتاب الصلاۃ (غیر مطبوع، 1996ء)، مخطوط: 67-
16:Maulana Ata Ullah Dervi,Kitabul Salah(Ghair Matbu,1996), Makhtoot: 67.
[17] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ عذاب قبر اور جسم و روح کا قبر میں تعلق اور اتصال(غیر مطبوع، 2016ء)، مخوط: 7-9-
17: Maulana Ata Ullah Dervi,Masla Azab e Qabr or Jism o Roh ka qabr me Taluq or Itisal(Ghair matbu,2016), makhtoot: 7-9.
[18] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، قسطوں کی بیع کا جواز(غیر مطبوع، 1995ء)، مخطوط: 4-
18: Maulana Ata Ullah Dervi,Qisto ki Bae ka Jawaz(Ghair matbu,1995), Makhtoot: 4.

[19] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، قسطوں کی بیع کا جواز،9۔
19: Maulana Ata Ullah Dervi,Qisto ki Bae ka Jawaz,9.

[20] : مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ ، مسئلہ طلاق ثلاثہ (غیر مطبوع ، س ن)، مخطوط: 4-6۔
20: Maulana Ata Ullah Dervi,Masla talaq e Salasa(Ghair matbu, san nidard), Makhtoot: 4-6.

[21] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت(غیر مطبوع، 2014ء)، مخطوط: 2۔
21:Maulana Ata Ullah Dervi,Currency Note ki Shari hasiat(Ghair matbu, 2014), Makhtoot:2.

[22] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت، 4۔
22:Maulana Ata Ullah Dervi,Currency Note ki Shari hasiat,4.

[23] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت،32۔
23:Maulana Ata Ullah Dervi,Currency Note ki Shari hasiat,32.

[24] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، کرنسی نوٹ کی شرعی حیثیت،33۔
24:Maulana Ata Ullah Dervi,Currency Note ki Shari hasiat,33.

[25] : محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح(بیروت: مکتبہ عصریہ ، 2009ء)،رقم الحدیث: 5133۔
25: Muhammad bin Ismail Al Bukhari,Al jame Al Sahih(Bairut: Maktaba Asria,2009), Raqmul Hadith: 5133.

[26] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، منکرین حدیث اور بی بی عائشہ کے نکاح کی عمر کا تعین(غیر مطبوع، س ن) ، مخطوط: 13۔
26:Maulana Ata Ullah Dervi,Munkaren e Hadith or Bibi Ayesha ky Nikah ki umr ka Taiun(Ghair Matbu, san nidard), makhtoot:13.

[27] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، منکرین حدیث اور بی بی عائشہ کے نکاح کی عمر کا تعین،13۔
27:Maulana Ata Ullah Dervi,Munkaren e Hadith or Bibi Ayesha ky Nikah ki umr ka Taiun,13.

[28] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور موجودہ انجیل (غیر مطبوع، 2005ء) ، مخطوط: 2۔
28:Maulana Ata Ullah Dervi,Esa (AS) ki Taleem or mojuda Anjel(Ghair mtbu,2005), Makhtoot:2.

[29] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور موجودہ انجیل، 12۔
29:Maulana Ata Ullah Dervi,Esa (AS) ki Taleem or mojuda Anjel,12.

[30] : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، انعام الباري في الدفاع عن صحيح البخاري(غیر مطبوع، 2014ء)، مخطوط: 6۔
30:Maulana Ata Ullah Dervi,Inamul bari Fidifai en Sahih al Bukhari(Ghair matbu,2014), Makhtoot:6.